02663

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ میں کہ "ادراکِ جماعت" اعتکاف کے باب میں ضرورت میں داخل ہے یا نہیں؟ یعنی اگر کسی وجہ (مثلاً گرمی) سے جماعت مسجدِ شرعی سے باہر (صحن وغیرہ جو کہ مسجدِ شرعی کا حصہ نہ ہو، میں) ہو رہی ہو تو معتکف جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا جماعت کے لیے مسجدِ شرعی سے باہر جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا؟ "امداد الفتاوی" سے جواز جبکہ "امداد الاحکام" اور "فتاوی محمودیہ" سے عدمِ جواز معلوم ہوتا ہے۔ متعلقہ عبارات ذیل میں پیشِ خدمت ہیں۔

امداد الفتاوی جلد:۲۔ صفحہ:۱۸۲

خروج معتکف بسوئے صحن مسجد کہ بر سقف دکانہا باشد

سوال (۲۱۹) جن مساجد کو اندر کا درجہ تو بجز او پر بنا ہو اور صحن دوکانوں پر ہو تو معلوم ہے کہ صحن میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب تو نہیں ملے گا، دریافت کرنا یہ ہے کہ جو شخص اندر کے درجہ میں اعتکاف کرے اس کو جماعت سے نماز ادا کرنے کو صحن مسجد میں آنا (کیونکہ جماعت اکثر اوقات آج کل باہر ہی ہوتی ہے) مفسدِ اعتکاف ہوگا یا نہیں، اور صاحبین اور امام صاحب سے جو اختلاف مفسدِ اعتکاف مسجد سے نکلنے میں ایک ساعت اور ایک وقت نماز کامل خارج مسجد سے رہے اس میں کون سا قول راجح تر ہے؟

الجواب۔ اول تو اگر دوکانیں مسجد کے وقف ہوں تو بعض روایاتِ فقہیہ کی رو سے اس سطح کو مسجد کہنے کی گنجائش ہے ضرورت جماعت میں اس روایت پر عمل جائز ہے، اور دوسرے اگر قول راجح ہی لیا جاوے کہ اس کا حکم مسجد کا نہیں تاہم معتکف کو ضرورت کی وجہ سے خروج عن المسجد جائز ہے، خواہ وہ ضرورت طبعی ہو یا دینی، اور ادراک جماعت مثل ادراک جمعہ ضرورت دینیہ سے ہے اس لئے خروج جائز ہے، تیسرے جب پہلے سے معلوم ہے کہ مجھ کو یہاں تک آنا پڑے گا تو گویا نیت استثناء کی ہو گئی اور استثناء کے وقت خروج جائز ہے، چوتھے صاحبین کے قول کو بعض نے ترجیح دی ہے، کما فی الدر المختار فقط۔ ۲۰/ رمضان ۱۳۲۵ھ (امداد ص:۱۸۳ ج:۱)

امداد الاحکام جلد:۲۔ صفحہ:۱۳۲۔

معتکف کیلئے خارج مسجد نماز ادا کرنے کا حکم

سوال (۲) مسجد کے سامنے جو صحن ہے جس میں موسم گرمی میں نمازِ مغرب وعشاء ادا کرتے ہیں، لیکن اس کو لوگ نہ داخل مسجد سمجھتے ہیں نہ اس کی حرمت مسجد کی سی کرتے ہیں اور بانی کے طرزِ عمل سے بھی خارج مسجد ہونا معلوم ہوتا ہے، جب ایسی جگہ جماعت ہو معتکفین تراویح وفرائض ادا کرنے کے لئے وہاں آسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب، جب بانی کے طرزِ عمل سے وہ جگہ خارج مسجد ہے تو معتکفین اس جگہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے، ورنہ اعتکاف باطل ہو جائے گا۔

0C30

معتکف کا خارج مسجد تراویح کے لیے جانا

سوال (۴۹۰۶): جس مسجد کا صحن مسجد میں داخل نہ ہو تو اگر سخت گرمی کی وجہ سے مصلی پریشان ہوں تو اس صورت میں اس صحن میں تراویح پڑھتے وقت معتکف تراویح کے لیے صحن میں جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر اعتکاف کے وقت نیت کی ہو تو نکل سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آیا صحیح ہے یا غلط؟

سوال (۴۹۰۷): اور اگر نہیں نکل سکتا تو تمام مصلی مسجد میں پڑھیں یا صحن میں؟ حالانکہ سخت گرمی کی حالت ہے اور مصلی اندر پڑھنے کی حالت میں بہت بے چین رہتے ہیں تو باہر پڑھنے میں کسی قسم کا نقص تو نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔۔۔ اگر اعتکاف واجب ہے تو تراویح کے لیے ایسی جگہ جانے سے فاسد ہو جائے گا۔ ہاں اگر وقتِ نذر ایسی جگہ جانے کی نیت کرلیتا ہے تو پھر اجازت ہے۔ اور نفلی اعتکاف اس سے منتہی ہو جاتا ہے۔ اعتکاف مسنون کو بھی بعض فقہاء نے واجب کے ساتھ ملحق کیا ہے۔

۲۔۔۔ تمام مصلی اگر صحن میں (جو کہ خارجِ مسجد قرار دیا ہے) پڑھیں گے تو ۲۷/ درجہ ثواب میں کمی رہے گی، مسجد میں پڑھنے سے نفس نماز کا ثواب مستقلاً ۲۷/ درجہ زیادہ ملے گا، اور گرمی کے تحمل اور معتکف کی رعایت وغیرہ امور کا ثواب مزید ملے گا، یا صحن داخل مسجد کیا جائے یا پنکھے وغیرہ سے ہوا کا انتظام کیا جاوے۔ تراویح کا مسجد میں پڑھنا سنت علی الکفایہ ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۹/۶۲ھ

آپ حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ صحیح مسئلے کی نشاندہی فرما کر ممنون فرمائیں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً

المستفتی: عبد الرحمن
جامعہ دار الہدیٰ، اسلام آباد
۰۳۱۰۔۵۲۰۲۵۵۲

(مہر بر مسئلہ ہے)

10031

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کسی وجہ سے جماعت مسجد سے باہر ہو رہی ہو تو معتکف جماعت میں شریک ہونے کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے یا نہیں؟ ممکنہ حد تک تلاش کے باوجود اس مسئلے سے متعلق فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالی کے کلام میں کوئی صراحت نہیں ملی۔ البتہ بعض عبارات سے دلالۃً جانے کی اجازت معلوم ہوتی ہے، جبکہ بعض دیگر عبارات سے چند اصولی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ادراکِ جماعت ایسا عذرِ شرعی ہے جس کے لیے معتکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ البتہ نماز پڑھنے کے بعد فوراً دوبارہ مسجد میں آنا ضروری ہوگا، بلاضرورتِ معتبرہ باہر ٹھہرنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اس لیے مذکورہ مسئلے سے متعلق اردو فتاوی کا جو اختلاف نقل کیا گیا ہے اس میں "امداد الفتاوی" کا موقف درست معلوم ہوتا ہے، جبکہ "امداد الاحکام" اور "فتاوی محمودیہ" میں ذکر کردہ حکم بظاہر احتیاط پر مبنی معلوم ہوتا ہے، چنانچہ احتیاط اسی میں ہے کہ حتی الامکان جماعت مسجد کے اندر ہی قائم کی جائے؛ تاکہ معتکفین حضرات کو مسجد سے باہر نکلنے کی ضرورت نہ پڑے۔

اس اجمال کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(الف)۔۔۔ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالی نے لکھا ہے کہ سب سے افضل اعتکاف وہ ہے جو بیت اللہ شریف میں ہو، اس کے بعد جو مسجدِ نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام میں ہو، اس کے بعد جو مسجدِ اقصی میں ہو، اس کے بعد وہ اعتکاف افضل ہے جو جامع مسجد میں ہو۔ پھر فرمایا: کہا گیا ہے کہ جامع مسجد میں اعتکاف تب افضل ہے جب اس میں جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو، اور اگر جامع مسجد میں جماعت سے نماز نہ پڑھی جاتی ہو تو پھر معتکف کا اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھنا افضل ہے تاکہ (جماعت کے واسطے) مسجد سے باہر نکلنے کی ضرورت نہ پڑے۔

حاشية ابن عابدين (٢/ ٤٤١)

(تنبيه)... قال في النهر و الفتح: وأما أفضل الاعتكاف ففي المسجد الحرام ثم في مسجده صلى الله عليه وسلم ثم في المسجد الأقصى ثم في الجامع، قيل إذا كان يصلي فيه بجماعة فإن لم يكن ففي مسجده أفضل لئلا يحتاج إلى الخروج ثم ما كان أهله أكثر اه.

اس عبارت سے دلالۃً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ معتکف کے لیے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے واسطے اس مسجد سے جس میں وہ اعتکاف کے لیے بیٹھا ہو، باہر جانے کی گنجائش ہے، اگرچہ ایسا کرنا افضل نہیں ہے۔

"فتاویٰ فریدیہ ۴/ ۱۹۲" میں بھی اس عبارت سے استدلال کرتے ہوئے معتکف کو نمازِ باجماعت کے لیے مسجد سے باہر جانے کی اجازت دی ہے۔

(ب)۔۔۔ معتکف اگر ایسی مسجد میں ہو جس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھی جاتی ہو تو وہ جمعہ پڑھنے کے لیے دوسری مسجد جا سکتا ہے۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ تعالی نے اس کی ایک وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ جمعہ اللہ تعالی کی طرف سے فرض ہوا ہے، جبکہ اعتکاف معتکف خود اپنے اوپر لازم کرتا ہے، اس لیے اس کا یہ التزام اس صورت میں کالعدم سمجھا جائے گا جس میں اللہ تعالی کے حق کا ابطال لازم آتا ہو۔ دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ اعتکاف جمعہ سے کم درجے کا عمل ہے، اس لیے اس کی وجہ سے جمعہ کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ البتہ معتکف مریض کی عیادت اور نمازِ جنازہ کے لیے مسجد سے نہیں نکل سکتا، کیونکہ مریض کی عیادت فرائض میں سے نہیں، بلکہ فضیلت کی بات ہے۔ اور نمازِ جنازہ عمومی فرضِ کفایہ ہے، دوسرے لوگوں کے ادا کرنے سے معتکف کا ذمہ بھی فارغ ہو جاتا ہے اگرچہ یہ اس میں شریک نہ ہو، لہٰذا اس کی وجہ سے نمازِ جنازہ میں جا کر اعتکاف کو ختم کرنا درست نہیں۔

بدائع الصنائع (۲/ ۱۱٤)

وكذا في الخروج في الجمعة ضرورة لأنها فرض عين ولا يمكن إقامتها في كل مسجد فيحتاج إلى الخروج إليها كما يحتاج إلى الخروج لحاجة الإنسان فلم يكن الخروج إليها مبطلا لاعتكافه وهذا عندنا، وقال الشافعي إذا خرج إلى الجمعة بطل اعتكافه، وجه قوله أن الخروج في الأصل مضاد للإعتكاف ومناف له لما ذكرنا أنه قرار وإقامة والخروج انتقال وزوال فكان مبطلا له إلا فيما لا يمكن التحرز عنه كحاجة الإنسان وكان يمكنه التحرز عن الخروج إلى الجمعة بأن يعتكف في المسجد الجامع، ولنا أن إقامة الجمعة فرض لقوله تعالى {يا أيها الذين آمنوا إذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله} والأمر بالسعي إلى الجمعة أمر بالخروج من المعتكف ولو كان الخروج إلى الجمعة مبطلا للاعتكاف لما أمر به لأنه يكون أمرا بإبطال الاعتكاف وأنه حرام ولأن الجمعة لما كانت فرضا حقا لله تعالى عليه والإعتكاف قربة ليست هي عليه فمتى أوجبه على نفسه بالنذر لم يصح نذره في إبطال ما هو حق لله تعالى عليه بل كان نذره عدماً في إبطال هذا الحق ولأن الاعتكاف دون الجمعة فلا يؤذن بترك الجمعة لأجله، وقد خرج الجواب عن قوله أن الاعتكاف لبث والخروج يبطله لما ذكرنا أن الخروج إلى الجمعة لا يبطله لما بينا.

دار الافتاء

بدائع الصنائع (٢/ ١١٤)

ولا يخرج لعيادة مريض ولا لصلاة جنازة لأنه لا ضرورة إلى الخروج لأن عبادة المريض ليست من الفرائض بل من الفضائل وصلاة الجنازة ليست بفرض عين بل فرض كفاية تسقط عنه بقيام الباقين بها فلا يجوز إبطال الاعتكاف لأجلها.

صورتِ مسئولہ میں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنتِ مؤکدہ (قریب بہ واجب) علی العین ہے، احادیث میں جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں کے لیے بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ترکِ جماعت پر اصرار کو گناہ قرار دیا ہے۔ نیز جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم شریعت کی طرف سے ہے، جبکہ اعتکاف کو معتکف خود اپنے اوپر لازم کرتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اعتکاف سے زیادہ مؤکد حکم ہے۔ پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنتِ مؤکدہ علی الکفایۃ بھی نہیں ہے کہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے معتکف کا ذمہ بھی فارغ ہو جائے۔ اس لیے ان تمام امور کا تقاضا یہ ہے کہ اعتکاف کی وجہ سے جماعت کو نہ چھوڑا جائے۔

(ج)۔۔۔ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ: اگر اذان خانے کا دروازہ مسجد سے باہر ہو، اور معتکف اذان دینے کے واسطے اس دروازے سے اذان خانے میں چلا جائے تو اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، راجح قول کے مطابق یہ حکم مؤذن اور غیر مؤذن دونوں کے لیے ہے۔ کیونکہ اذان سنتِ نماز ہے، لہٰذا اس کے لیے نکلنا حاجتِ شرعیہ میں داخل ہے۔

المبسوط للسرخسي (٣/ ٢٢٨)

قال: وصعود المعتكف على المئذنة لا يفسد اعتكافه أما إذا كان باب المئذنة في المسجد فهو والصعود على سطح المسجد سواء وإن كان بابها خارج المسجد فكذلك من أصحابنا من يقول هذا قولهما فأما عند أبي حنيفة رضي الله عنه فينبغي أن يفسد اعتكافه للخروج من المسجد من غير ضرورة، والأصح أنه قولهم جميعا واستحسن أبو حنيفة هذا؛ لأنه من جملة حاجته فإن مسجده إنما كان معتكفا لإقامة الصلاة فيه بالجماعة وذلك إنما يتأتى بالأذان وهو بهذا الخروج غير معرض عن تعظيم البقعة أصلا بل هو ساع فيما يزيد في تعظيم البقعة فلهذا لا يفسد اعتكافه.

دار الافتاء

طبع المطبعة الأميرية ببولاق مصر

الفتاوى الغياثية للشيخ داود بن يوسف الخطيب (٥٦) لو كان المعتكف مؤذنا فصعد المئذنة من بابها

ذكر في بعض شروح الأصل
وهو خارج المسجد أنه يفسد اعتكافه في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى
وعند بعض مشايخنا وكذا ذكره الحسن عنه نصاً، وقال بعضهم لا يفسد ههنا
في قولهم جميعاً لأنه معذور في هذا الخروج لاحتياجه إلى سنة الأذان فصار
هذا كسنة الصلاة(ع).

البحر الرائق (٢/ ٣٢٦)

وفي فتاوى قاضيخان والولوالجي وصعود المئذنة إن كان بابها في المسجد لا يفسد الاعتكاف وإن كان الباب خارج المسجد فكذلك في ظاهر الرواية، قال بعضهم هذا في المؤذن لأن خروجه للأذان يكون مستثنى عن الإيجاب أما في غير المؤذن فيفسد الاعتكاف والصحيح أن هذا قول الكل في حق الكل لأنه خرج لإقامة سنة الصلاة وسنتها تقام في موضعها فلا تعتبر خارجا اهـ

فتاوى قاضيخان (١/ ١٠٩)

وصعود المئذنة إن كان بابها في المسجد لا يفسد الاعتكاف. وإن كان الباب خارج المسجد فكذلك في ظاهر الرواية، قال بعضهم هذا في المؤذن لأن خروجه للأذان مستثنى عن الإيجاب، أما في غير المؤذن يفسد الاعتكاف لأن الخروج من المسجد وإن كان ساعة يفسد الاعتكاف في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى والصحيح أن هذا قول الكل في حق الكل.

دار الإفتاء

فتح القدير (٢/ ٣٩٦)

وصعود المئذنة إن كان بابها من خارج المسجد لا يفسد في ظاهر الرواية وقال بعضهم هذا في حق المؤذن لأن خروجه للأذان معلوم فيكون مستثنى أما غيره فيفسد اعتكافه وصحح قاضيخان أنه قول الكل في حق الكل ولا شك أن ذلك القول أقيس بمذهب الإمام.

جب اذان سنتِ نماز ہونے کی وجہ سے حاجتِ شرعیہ میں داخل ہے اور اس کے لیے مسجد سے نکلنا درست قرار دیا گیا ہے تو خود ادراکِ جماعت بدرجۂ اولیٰ حاجتِ شرعیہ میں داخل سمجھی جائے گی، اور معتکف کے لیے بوقتِ حاجت نماز باجماعت کے واسطے مسجد سے نکلنا درست ہونا چاہیے۔ اس لیے اگر کسی حاجت کی بناء پر جماعت مسجد سے باہر ہو رہی ہو تو معتکف کے لیے جماعت میں شریک ہونے کی گنجائش ہونی چاہیے۔ البتہ کوشش

یہ کرنی چاہیے کہ اعتکاف کے دنوں میں جماعت مسجد کے اندر ہی ادا کی جائے اور کسی معقول عذر کے بغیر مسجد سے باہر جماعت نہ کی جائے؛ تاکہ معتکفین حضرات کو مسجد سے باہر نکلنے کی ضرورت نہ پڑے۔

واللہ سبحانہ وتعالی اعلم بالصواب

عبداللہ ولی عفی عنہ

عبداللہ ولی عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۶/ محرم الحرام/۱۴۳۸ھ

۱۸/ اکتوبر/۲۰۱۶ء

الجواب صحیح

محمود اشرف غفر اللہ

۱۶/۱/۱۴۳۸ھ

مفتی

الجواب صحیح

۱۷/۱/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

۱۸/۱/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

۱۸/۱/۱۴۳۸ھ

دارالافتاء

0036